جامعہ حقانیہ کا ترجمان

ساہیوال

سرگودھا

مجلہ الحقانیہ

ذوالقعدة، ذوالحجة ۱۴۴۰ھ/جولائی، اگست ۲۰۱۹ء



بانی: فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبدالشکور ترمذی قدس سرہٗ

مولانا مفتی محمود اشرف عثمانی مدظلہم

حج میں ہونے والی خرابیاں

حج میں فرائض وارکان کو بجالانے کے ساتھ ساتھ بلکہ اس سے بھی پہلے یہ ضروری ہے کہ ہمیں اور آپ کو ان باتوں کا علم ہو جن سے حج خراب ہوتا ہے.........................۔

پہلی خرابی......حرام مال کا استعمال

دوسرے لوگوں کا مارا ہوا، دبایا ہوا مال ہو یا شرعی ورثاء کا حق مار کر جو مال حاصل کیا گیا ہو یا چوری یا ڈاکہ کی رقم ہو، رشوت یا سود کا پیسہ ہو یہ سب حرام مال میں شامل ہے، واضح رہے کہ حرام مال سے حج کرنے کا اسلام میں کوئی تصور نہیں، حرام مال تو فوری طور پر انہیں ہی واپس کرنا ضروری ہے جن کا اس مال میں حق ہے ورنہ جہاں سے حرام مال آتا ہے وہاں واپس کرے اور اگر واپس کرنا بے کار ہو تو پھر اس حرام مال سے اپنی گردن چھڑانے کیلئے اسے فوری طور پر صدقہ کرنا لازم اور ضروری ہے، واضح رہے کہ حرام مال لینا، حرام مال رکھنا، حرام مال استعمال کرنا یا حرام مال کو کسی عبادت میں استعمال کرانا سب حرام ہے، اس بارے میں قرآن مجید کی ایک آیت اور رسول اللہ ﷺ کی صرف دو حدیثیں ہی عبرت کیلئے کافی ہیں:

(1) سورۃ النساء آیت ۱۰ میں مال حرام کی ایک صورت کا ذکر کر کے ارشاد باری ہے:

ا ن الذین یأکلون اموال الیتٰمی ظلماانمایأکلون فی بطونھم نارا وسیصلون سعیرا۔ جو لوگ یتیموں کا مال ظلماً کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں انگارے بھر رہے ہیں اور وہ عنقریب جلتی آگ میں داخل ہوں گے۔

(2) مسلم شریف کی روایت ہے: عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ ان اللّٰہ طیب لایقبل الاطیباوان اللّٰہ امرالمؤمنین بماامربہ المرسلین

فقال یایھاالرسل کلوامن الطیبات واعملواصالحاوقال تعالیٰ یایھاالذین اٰمنوا کلوامن طیبات مارزقنٰکم ـ ثم ذکرالرجل یطیل السفر اشعث اغبر یمدیدیه الی السماء یارب یارب ومطعمه حرام ومشربه حرام وملبسه حرام وغذی بالحرام فانی یستجاب لذلك (رواہ مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ پاک ہے اور وہ صرف پاک مال ہی قبول کرتا ہے اور اللہ نے مؤمنوں کو وہی حکم دیا ہے جو اس نے اپنے پیغمبروں کو دیا ہے کہ ’’اے رسولو! کھاؤ اچھی چیزیں اور کام کرو اچھے (سورۃ المؤمنون آیت ۵۱) اور فرمایا کہ ’’وہ پاکیزہ رزق کھاؤ جو ہم نے تمہیں دیا ہے‘‘ (سورۃ البقرہ ۱۷۲) پھر حضور ﷺ نے ایک شخص کا ذکر کیا جو لمبا سفر طے کر کے جاتا ہے اس کے بال بکھرے ہوئے ہیں، جسم پر غبار ہے اور (مقام مقدس پر پہنچ کر) وہ ہاتھ پھیلا پھیلا کر دعا کرتا ہے کہ اے رب، اے پروردگا، حالانکہ اس کا کھانا حرام، اس کا پینا حرام، اس کا لباس حرام، اور حرام سے اس کی پرورش ہوئی، ایسے شخص کی (عبادت) کیسے قبول ہوگی؟ (مسلم شریف، مشکوۃ ص ۲۴۱)

(3) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا:

من اشتری ثوبابعشرۃ دراھم وفیه درھم حرام لم یقبل اللّٰہ تعالیٰ صلاۃ مادام علیه، ثم ادخل اصبعیه فی اذنیه وقال صمتاان لم یکن النبی ﷺ سمعته یقول ـ جس نے کوئی کپڑا دس درہم میں خریدا اور اس میں ایک درہم حرام کا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی نماز قبول نہیں فرماتے جب تک کہ وہ کپڑا اس کے جسم پر ہو، (علماء نے فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کی فرض نماز (اسی طرح فرض حج) قبول نہیں ہوں گے ہاں فرض سر سے اتر جائے گا) پھر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی دونوں انگلیاں اپنے دونوں کانوں میں داخل کیں اور فرمایا یہ دونوں کان بہرے ہو جائیں اگر میں نے حضور ﷺ

کو یہ فرماتے نہ سنا ہو (مسند احمد، بیہقی، مشکوٰۃ ص ۲۴۳)

لہٰذا ہر حاجی کیلئے اور عمرہ پر جانے والے ہر شخص کیلئے ضروری ہے کہ وہ پہلے اپنے مال کا جائزہ لے اگر خدانخواستہ حرام مال ہو، کسی کا حق مار کر مال حاصل کیا گیا ہو تو اسے واپس کرے حلال کمائی جمع کرے پھر حج عمرہ کرے، اسی طرح دوران حج بھی اس کا پورا اہتمام کرے کہ دوسرے کی چیز اس کی دلی رضامندی کے بغیر ہرگز استعمال نہ کرے حدیث میں ہے کہ کسی مسلمان کا مال اسکی دلی خوشی کے بغیر حلال نہیں ہے۔

دوسری خرابی......نیت کی خرابی، دکھاوا، شہرت وغیرہ

حج میں (اسی طرح عمرہ میں) نیت صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی ہونی چاہئے، کسی کو دکھانے کی یا شہرت اور مشہوری کی نیت ہو تو عبادت بے کار، بے ثواب ہو جاتی ہے، اس لئے قدم قدم پر ریا (دکھاوے) سے بچنے کی ضرورت ہے بالخصوص جب عبادت شروع کی جارہی ہو اس وقت تو نیت خالص لوجہ اللہ ہونی بہت ہی ضروری ہے۔

(1) **حدیث میں ہے**: من صلی یرائی فقداشرك ومن صام یرائی فقداشرك ومن تصدق یرائی فقداشرك رواه احمد (مشکوٰۃ ص ۴۵۵) جس نے نماز دکھاوے کیلئے پڑھی اس نے شرک والا کام کیا، اور جس نے روزہ دکھاوے کیلئے رکھا اس نے شرک والا کام کیا اور جس نے دکھاوے کیلئے صدقہ دیا اس نے شرک والا کام کیا۔

(2) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نویں تاریخ کو جب رسول اللہ ﷺ عرفات جانے کیلئے منیٰ سے نکلے تو اور سواری آپ کو لے کر اٹھی تو آپ کی اونٹنی پر ایک سادا سا کمبل پڑا ہوا تھا جس کی قیمت صرف چار درہم تھی اور آپ کی زبان مبارک پر یہ دعا تھی اللھم اجعله حجالاریاء فیه ولا سمعة ۔ اے اللہ اسے ایسا حج بنا دیجئے جس میں نہ دکھاوا ہو نہ شہرت (رواہ الطبرانی، مجمع الزوائد ص ۵۰۳ ج ۳) اور ایک روایت میں ہے اللھم اجعلھاحجة لاریاء فیه ولا سمعة ۔ یہاں یہ بات غور کرنے کی ہے کہ نبی کریم ﷺ

کی ذات اقدس تو اس طرح کے نفسانی اثرات سے پاک تھی لیکن پھر بھی آپ نے یہ دعا فرمائی تا کہ امت اپنے حج وعمرہ میں اخلاص کا خیال رکھے، جو کام کرے اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے کرے اور دکھاوے یا شہرت کو مقصود بنا کر اپنی عبادت تباہ نہ کرے۔

تیسری خرابی......رفث (یعنی فحش گفتگو، فحش حرکت، بدنظری، بے حیائی)

یہ بات بڑی اہم ہے کہ قرآن مجید نے سورۂ بقرہ میں جہاں حج کا ذکر کیا ہے وہاں تین خرابیوں سے خاص طور پر منع کیا گیا ہے افسوس کہ حج کے دوران بہت کم لوگ ہی اس آیت کو یاد رکھتے ہیں حالانکہ یہ آیت اپنے پاس رکھنی چاہئے اور اسے روزانہ صبح شام دیکھتے رہنا چاہئے، احادیث میں بھی اس کی تشریح آئی ہے ہم پہلے قرآن کی یہ آیت ذکر کرتے ہیں پھر اس کی مختصر تفصیل تحریر کریں گے قرآن کریم کی آیت یہ ہے: فمن فرض فیهن الحج فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج ۔جس نے حج کے مہینوں میں اپنے اوپر حج لازم کر لیا تو حج میں نہ فحش بات ہو نہ گناہ ہو اور نہ جھگڑا ہو۔

''رفث'' میں ہر فحش حرکت، ہر فحش بات اور بے حیائی کا ہر کام، بدنظری وغیرہ سب شامل ہے، احرام باندھنے کے بعد آدمی اپنی بیوی سے ہمبستری بھی نہیں کر سکتا بلکہ اگر اس نے حج کے اصل فرض وقوف عرفات سے پہلے اپنی بیوی سے ہمبستری کر لی تو اس کا حج فاسد ہو جائے گا اور اگلے سال دوبارہ حج کرنا لازم ہوگا۔ اسی طرح اپنی بیوی سے کھلی فحش گفتگو یا بیوی سے بوس وکنار بھی جائز نہیں، جب حج میں اپنی بیوی سے یہ سب باتیں ناجائز ہیں حالانکہ وہ اس کی بیوی اور یہ اس کا شوہر ہے تو اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ غیر مرد، غیر عورت، دوستوں وغیرہ سے اس طرح کی گفتگو کیسے جائز ہو سکتی ہے؟

اس لئے ہر حاجی پر لازم ہے کہ وہ زبان اور اعضاء کو قابو میں رکھے کوئی ایسی گفتگو اور ایسی حرکت نہ کرے جو فحش کے دائرہ میں آتی ہو اسی طرح نامحرم کو شہوت کے ساتھ دیکھنے سے بھی مکمل اجتناب لازم ہے۔

چوتھی خرابی……فسوق (یعنی گناہ کے کام)

حج میں نیکی کی توفیق کم ہو تو فائدہ کم ہوگا لیکن خرابی پیدا نہیں ہوگی، حج میں اصل ضرورت ''تقویٰ'' کی ہے کہ ہر قسم کے گناہوں سے مکمل اجتناب کرے کیونکہ گناہوں سے خرابی پیدا ہوتی ہے، جو گناہ احرام باندھنے سے پہلے بھی حرام اور گناہ تھے اور احرام کھلنے کے بعد بھی حرام اور گناہ ہوں گے ان سے تو ہر حال میں بچنا ضروری ہے، اور جو گناہ صرف احرام کے دوران گناہ ہیں مثلاً احرام کے دوران خوشبو لگانا بال ناخن کتروانا وغیرہ ان سے بھی حج میں بچنا ضروری ہے۔

پانچویں خرابی……جدال (یعنی جھگڑا، لڑائی، اختلاف، بحث مباحثہ)

حج میں بڑا اجتماع ہوتا ہے، گھر کا آرام ختم ہو جاتا ہے اور سفر کی مشقت زیادہ ہوتی ہے، ہر طرح کے لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے جس کی وجہ سے اکثر لوگوں کا مزاج چڑچڑا ہو جاتا ہے لہجہ میں تلخی آجاتی ہے، اعضاء سے جھنجھلاہٹ کا اظہار ہوتا ہے اور کبھی کبھار تو آپس میں سخت گفتگو، گالم گلوچ اور ہاتھا پائی تک نوبت پہنچ جاتی ہے یہ سب شیطان کے تحفے ہیں جن کے ذریعہ وہ حج کا ثواب ختم کرتا ہے لہٰذا حاجی کیلئے سفر حج میں اپنے اوپر قابو رکھنا، صبر و تحمل اختیار کرنا، قدم قدم پر غصہ کا گھونٹ پینا اور ہر خلاف مزاج بات پر محض اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے صبر کرنا انتہائی ضروری ہے، یہ حقیقت ہمیشہ سامنے رکھنی چاہئے کہ کسی عبادت کا اتنا ثواب نہیں ملتا جتنا صبر کا، واضح رہے کہ ذکر اللہ، طواف، نماز، بیت اللہ کو دیکھتے رہنے کا بلاشبہ بہت ثواب ہے لیکن صبر کا ثواب ان سب عبادات سے زیادہ ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: انما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب ۔ بلاشبہ صبر کرنے والوں کو ان کا ثواب بے حساب دیا جائے گا (سورۃ الزمر: ۱۰)

لہٰذا جو شخص اپنے حج کو درست طریقہ سے کرتے ہوئے صبر سے کام لے گا بلاشبہ اس کا ثواب سب سے زیادہ اور بے حساب ہوگا۔

چھٹی خرابی......حقوق العباد میں کوتاہی

یوں تو زندگی کے سارے سفر میں اس بات کا اہتمام کرنا چاہئے کہ کسی مسلمان بلکہ کسی انسان کا حق ہمارے ذمہ نہ رہے لیکن حج کے سفر میں تو اس کا اہتمام اور زیادہ کرنے کی ضرورت ہے، عبادت کے دوران حقوق العباد کی اہمیت کم لوگوں کے ذہن میں رہتی ہے لیکن اس کی اہمیت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ حجۃ الوداع میں لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آرہے تھے (یہ ذہن میں رہے کہ یہ حج حضور ﷺ کے ساتھ لوگوں کا پہلا حج تھا) لوگ آکر اپنے حج کی غلطیاں بتارہے تھے کہ ہم سے یہ غلطی ہوئی، ہم سے حج کی یہ غلطی ہوگئی ہے، آپ ﷺ سب کو تسلی دے رہے تھے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مغفرت کی امید دلا رہے تھے لیکن اس موقع پر بھی آپ نے جس بات پر تنبیہ فرمائی وہ یہی حقوق العباد کا معاملہ تھا، حدیث ملاحظہ فرمائیے: عن اسامة بن شريك رضى الله تعالىٰ عنه قال خرجت مع رسول الله ﷺ حاجا فكان الناس ياتونه فمن قائل يارسول الله سعيت قبل ان اطوف اواخرت شيئا او قدمت شيئا فكان يقول لاحرج الا علٰى رجل اقترض عرض مسلم وهو ظالم فذلك الذى حرج وهلك۔ (ابوداؤد، مشکوۃ باب الحلق)

حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کرنے نکلا لوگ آپ کے پاس آرہے تھے، کوئی کہہ رہا تھا کہ یارسول اللہ میں نے سعی طواف سے پہلے کرلی ہے، یافلاں کام بعد میں کرلیا ہے، یافلاں کام میں نے پہلے کرلیا ہے، تو آپ فرماتے تھے کہ کوئی حرج نہیں (یعنی ناسمجھی کی وجہ سے گناہ نہیں) ہاں اس شخص پر گناہ ہے جس نے کسی مسلمان کی آبرو پر ظلماً ہاتھ ڈالا تو اس پر حرج ہے اور وہی ہلاک ہوا۔ لہٰذا حج کے دوران بطور خاص غیبت، گالم گلوچ، کسی کی دل آزاری، ایذاء رسانی، دوسرے کی چیزوں کے ناجائز استعمال وغیرہ سے بچنا بہت ضروری ہے، اور یہ بھی ذہن میں رہنا چاہئے کہ احرام اور حرم میں تو جانور کا شکار جائز نہیں مسلمان کی آبرو اور اس کے مال کا شکار کیسے جائز ہوگا؟